OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

Hazara Islamicus, Vol.:12, Issue: 01, Jan-June 2023
PP: 29-37

سیدنا معاویہؓ کی شخصیت وکردار ایک تحقیقی جائزہ

An investigation to the character and personality of Syedna Muawiya (R.A.)

Dr. Aftab Ahmad
Assistant Professor Department Islamic Studies, SBB University Sheringal Dir Upper

Dr. Rasheed Ahmad
Director affiliation Majma Ul Uloom Al Islamia ,Lecturer Jamia tur Rasheed Karachi

Abstract

The Companions of the Holy Prophet MUHAMMAD (SAW) are well-known personalities in the history of the world. They played a very important role in each walk of life, wither it is related to politics, Social, ethical and financial matter. Syedna Muawiya (R.A.) is one of the political personality and having strategic capabilities to run political society smoothly. Some of the historians did not do justice in this case and wrote against him which creates queries about him.

But with the passage of time some Historian wrote illegal statements against him. They declared him a bad Politician and so on. Well known Muslim Researchers and Literati People depend him and give much justification. What is reason behind this? What type of man He is? This research paper will describe Seerat and character of Hazrat Muawiya (RA) which is not only solve that issues but also help to illuminate and visible each side of His life.

Key Words *Syedna Muawiya (R.A.) A Character and personality*

موضوع کا تعارف:

بنو امیہ کے چشم وچراغ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین، کاتب وحی، رازدار نبی ﷺ، فاتح عرب وعجم، امام تدبیر وسیاست، محسن اسلام حلیم ومدبر انسان زمانہ، ۶۴ لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرانے والے جلیل القدر صحابی، خلافت اسلامی کی نامور شخصیت امیر المؤمنین سیدنا حضرت معاویہؓ تاریخ اسلام کے ان عظیم شخصیات میں سے ہیں۔ آپؓ نے اسلامی

CC BY

ریاست کو توسیع و ترقی اور دنیا میں اسلام و استحکام کیلئے شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔اور آپؓ کا بیس سالہ دور خلافت جہاں ملت اسلامیہ کی وحدت کی علامت ہے وہاں اسلام کی دعوت اور دائرہ اثر کو دنیا کے مختلف اطراف میں پھیلانے کا ذریعہ بھی ہے۔ جلیل القدر صحابی حضرت معاویہؓ اسلام کی ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے احسانات سے یہ امت مسلمہ فراموش نہیں ہوسکتی آپؓ ان چند صحابہؓ میں سے ہیں جن کو سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور حق تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے وحی کو لکھنے کا شرف حاصل ہے،آپؓ صحابی رسول ﷺ کاتب وحی رب العالمین، نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی ہیں اور آپؓ کا شمار دنیائے عرب کے ممتاز دانشوروں اور سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔آپؓ کا حلم و بردباری اور معاملہ فہمی ہمیشہ مسلم رہی اور جنہوں نے جس تدبیر و دانش کیساتھ (۲۰) برس تک پوری تک امت مسلمہ کی قیادت کی وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔وہ ایک حاکم و قائد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مجتہد بھی تھے۔جن کے اجتہادی مقام و مرتبہ کا حضرات صحابہ کرام کے ہاں بھی اعتراف پایا جاتا ہے۔

آپؓ دنیا کی وہ مظلوم ہستی ہے جن کی خوبیوں اور ذاتی محاسن و کمالات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی پیہم کوششیں کی گئیں،آپؓ پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے،آپؓ کے متعلق ایسی باتیں گھڑی گئیں اور ان کو پھیلایا گیا جن کا کسی عام صحابیؓ سے تو درکنار کسی شریف انسان سے پایا جانا بھی مشکل ہے۔

حضرت معاویہؓ کے خلاف جس شد و مد کے ساتھ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کیا گیا اس کی وجہ سے آپؓ کا وہ حسین ذاتی کردار بالکل نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے جو آپ ﷺ کے فیض یافتہ صحبت نے پیدا کیا تھا، نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا حضرت معاویہؓ کو بس جنگ صفین کے قائد کی حیثیت سے جانتی ہے،جو حضرت علیؓ کے مقابلے کے لئے آئے تھے۔ لیکن وہ حضرت معاویہؓ جو آنحضرت ﷺ کے منظور نظر تھے جنہوں نے کئی سال تک آپ ﷺ کے لئے کاتب وحی کے نازک فرائض انجام دیئے۔آپ ﷺ سے اپنے بہترین علم و عمل کے لئے دعائیں لیں، جنہوں نے حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ کے زمانے میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا، جنہوں نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا، اپنی عمر کا بہترین حصہ رومی عیسائیوں کے خلاف جہاد میں گزارا، اور ہر بار ان کے دانت کھٹے کئے آج دنیا ان کو فراموش کر چکی ہے، لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ وہ ہیں جن کی حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ ہوئی تھی، لیکن قبرص، روس، روڈس، صقلیہ اور سوڈان جیسے اہم ممالک کس نے فتح کئے؟ سالہا سال باہمی خلفشار کے بعد عالم اسلام کو پھر سے ایک جھنڈے تلے کس نے جمع کیا؟ جہاد کا فریضہ جو تقریبا متروک ہو چکا تھا اسے از سر نو کس نے زندہ کیا؟ اور اپنے عہد حکومت میں نئے حالات کے مطابق شجاعت و جواں مردی، علم و عمل، حلم و بردباری اور امانت و دیانت میں نظم و ضبط کی بہترین مثالیں کس نے قائم کیں؟ یہ ساری باتیں وہ ہیں جو پروپیگنڈے کی غلیظ تہوں میں چھپ کر رہ گئی ہیں۔

شخصیت و کردار:

حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ:

كان معاويةؓ رجلا ابيض جميلا مهيبا وكان عمرؓ ينظر اليه فيقول: هذا كسرى العرب،

وعن عليؓ قالؓ: لاتكرهوا امارة معاويةؓ فانكم لو فقدتموه لرائتم الروس تندرعن كواهلها وقال المقبرى: تعجبون من دها هرقل وكسرى وتدعون معاويةؓ وكان يضرب بحلمه المثل، قد افرد ابن ابى الدنيا و ابوبكربن ابى عاصم تصنيفا فى حلم معاويةؓ۔[1]

سیدنا معاویہؓ دراز قد، خوب رو اور وجیہہ شخص تھے۔ سیدنا عمرؓ آپ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ امارت معاویہؓ کو برا نہ کہو، جب یہ تمہارے اندر سے اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا کیے جائیں گے یعنی جدال وقتال ہوگا۔ مقبری کہتے ہیں کہ لوگوں پر حیرت ہے کہ لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ کسری (شاہ فارس) اور ہرقل (شاہ روم) کا دبدبہ اور شان وشوکت تو ذکر کرتے ہیں مگر سیدنا معاویہؓ کو بھول جاتے ہیں۔ آپ کا حلم ضرب المثل تھا، چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابو بکر بن ابی عاصم نے آپؓ کے حلم وبردباری پر ایک کتاب لکھی ہے۔

فضائل ومناقب:

سیدنا معاویہؓ رب العالمین کے نبی ﷺ کے کاتب وحی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"خال المومنین، وکاتب وحی رسول الله ﷺ ورب العالمین۔"[2]

سیدنا معاویہؓ مومنوں کے ماموں اور کاتب وحی تھے۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

"وکان زید بن ثابتؓ من الزم الناس لذٰلک ثم تلاہ معاویةؓ فکانا ملازمین للکتابة بین یدیه ﷺ فی الوحی وغیرذالک لاعمل لهما غیرذٰلک"[3]

> "نبی کریم ﷺ کے کاتبین وحی میں سب سے زیادہ زید بن ثابتؓ آپ کی خدمت حاضر رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ سیدنا معاویہؓ کا تھا، یہ دونوں دن رات آپ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔"

آپؓ کے والد سیدنا ابو سفیانؓ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور معرکہ بدر کے بعد آپ اکیلے سردار تھے۔ پھر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ بھی حسن اسلام سے آراستہ ہوگئے اور انہوں نے معرکہ یرموک میں قابل تعریف کارنامے انجام دیئے اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی سیدنا معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے۔

عبداللہ بن بسرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ سے کسی معاملہ میں مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے مشورہ دو اور ان دونوں حضرات نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاویہؓ کو بلاؤ اور انہیں آپ ﷺ کے پاس بلایا گیا اور جب وہ (سیدنا معاویہؓ) آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں اپنے معاملہ میں گواہ بناؤ بلاشبہ یہ قوی اور امین ہیں۔[4]

جب اسلامی بحریہ سیدنا معاویہؓ نے تشکیل دے دی تو سب سے پہلے آپؓ نے قبرص پر حملہ کیا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشن گوئی بھی حدیث میں ہے۔ آپؓ نے اس پیشن گوئی کو عملی شکل دی۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز سیدتنا ام حرامؓ زوجہ سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے گھر میں کھانا تناول فرماکر استراحت کی غرض سے لیٹ گئے سیدتنا ام حرامؓ (جو رشتہ میں آپ ﷺ کی خالہ لگتی تھیں) نے آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھ کر آپ ﷺ کا سر مبارک دیکھنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کو نیند

آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد سیدتنا ام حرامؓ نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے سیدتنا ام حرامؓ نے آپ ﷺ سے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے ارادہ سے اس طرح سوار ہیں، جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔

سیدتنا ام حرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور پھر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی طرح کے خواب کا اعادہ فرمایا۔ سیدتنا ام حرامؓ نے پھر اپنی شرکت کی دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

"اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا"۔

میری امت کا پہلا لشکر جو بحری لڑائی لڑے گا اس پر جنت واجب ہو گئی۔

وجوب جنت کے اس ارشاد نبوی ﷺ کا مصداق ہونے کے لئے سیدنا معاویہؓ کے اس بحری فوج میں جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے خوشی اور مسرت کے ساتھ شرکت کی۔ ان میں سیدنا ابو ذر غفاریؓ، سیدنا ابو درداءؓ، سیدنا شداد بن اوسؓ، سیدنا واثلہ بن اسقعؓ، سیدنا ابو امامہ الباہلیؓ، سیدنا عبد اللہ بن بشر مازنیؓ، سیدنا فضائل بن عبد اللہؓ، سیدنا فضالہ بن عبید انصاریؓ، سیدنا ایوب انصاریؓ، سیدنا ابو ایوب خالد بن زید کلیب انصاریؓ، سیدنا عمیر بن سعد انصاریؓ، سیدنا عبادہ بن الصامتؓ اور آپؓ کی اہلیہ محترمہ سیدتنا ام حرامؓ بنت ملحان خاص طور قابل ذکر ہیں۔ اس بحری لشکر کے امیر البحر سیدنا عبد اللہ بن قیس الحارثیؓ مقرر کئے گئے۔ سن ۲۸ ہجری میں سیدنا معاویہؓ نے قبرص کی فتح کے لئے اپنے اس بحری بیڑے کو بحیرہ روم میں داخل کیا۔ ادھر سے سیدنا معاویہؓ لشکر لے کر چلے۔ ادھر سے گورنر مصر سیدنا عبد اللہ بن سعد بن سرحؓ مصر سے ان کی مدد کے لئے چلے اور دونوں فوج آپس میں مل گئیں اور ایک لشکر جرار بن گیا۔ اہل قبرص اس بھاری لشکر کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور ہزار دینار پر صلح کر لی۔ صلح مندرجہ ذیل شرائط پر ہوئی:

1۔ اہل قبرص سات ہزار دینار جزیہ سالانہ ادا کریں گے۔

2۔ مسلمان قبرص کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

3۔ بحری جنگوں میں اہل قبرص اہل اسلام کے دشمن کی نقل و حرکت سے ان کو مطلع کرتے رہا کریں گے۔

قبرص کی یہ جنگ بڑی اہمیت کی حامل تھی کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دو لشکروں کے بارے میں وجوب جنت اور مغفرت و خوشخبری سنائی تھی۔ پہلے لشکر کے بارے میں فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو بحری لڑائی لڑے گا اس پر جنت واجب ہو گئی۔

اور دوسرے لشکر کے بارے میں فرمایا:

"اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم"[5]

میری امت کا پہلا لشکر جو مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے میری امت کا پہلا لشکر جو ہو گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مغفرت کا پروانہ ہے۔

اسی وجہ ان دونوں لشکروں میں صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ چنانچہ پیشن گوئی کا پہلا حصہ سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت اور سیدنا معاویہؓ کے دور امارت میں (سن ۲۷ ہجری میں) پورا ہوا اور دوسرا حصہ آپؓ کے دور خلافت میں پایہ

تکمیل کو پہنچا۔ پہلے لشکر کی قیادت آپؓ نے بہ نفس نفیس کی اور دوسرے لشکر کی قیادت سن ۵۲ ہجری آپؓ کے بیٹے یزید نے کی۔ اسی وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے مشہور محدث کا ایک قول نقل کیا۔ اس حدیث میں سیدنا معاویہؓ کی فضیلت و منقبت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی لڑی ہے اور ان لوگوں کی منقبت بھی ثابت ہوتی ہے جن لوگوں نے پہلے بحری جہاد میں یا دوسری بحری جہاد میں شمولیت اختیار کی۔ اسی بارے میں کسی مؤرخ کا اختلاف نہیں کہ مسلمانوں میں سے بحری حملہ سب سے پہلے سیدنا معاویہؓ نے قبرص پر کیا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اولین مصداق ہیں۔

ابن عساکرؒ نے شعبیؒ کی زبانی لکھا ہے: عرب میں صرف حسب ذیل چار اشخاص ہوشیار و تجربہ کار پیدا ہوئے۔

۱۔ سیدنا معاویہؓ ۲۔ سیدنا عمرو ابن العاصؓ ۳۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ ۴۔ زیاد بن ابی سفیان اور یہ چاروں حسب ذیل صفات میں کامل تھے۔

سیدنا معاویہؓ حلم و عقل میں، عمرو بن عاصؓ مشکلات حل کرنے میں مغیرہ بن شعبہؓ حادثات اتفاقی پر صاحب ہوش و حواس رہنے میں اور زیاد بھی بہترین اور عقلمند اور دانا ہیں۔

قبیصہ بن جابر کا بیان ہے: میں عرصہ تک سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ رہا میں نے آپؓ سے زیادہ کسی اور کو قرآن اور فقہ کا عالم نہیں پایا اور طلحہ بن عبید اللہ کی صحبت میں رہ کر مجھے یقین ہو گیا کہ طلحہؓ سے زیادہ کوئی دوسرا سخی سردار نہیں۔ آپؓ بغیر سوال سے بخشش کیا کرتے تھے۔ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ بھی رہا ہوں یہ سب سے زیادہ بردبار اور عقل مند ہیں۔[6]

امام شافعیؒ کا قول نقل کیا گیا ہے۔ یہی قول عبد اللہ بن مبارکؒ سے بھی نقل کیا گیا ہے:

کہ جب ان سے حضرت معاویہؓ و عمر بن عبد العزیزؒ کے باہمی تقابل و فضیلت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ سیدنا معاویہؓ کے اس گھوڑے کی نتھنوں کی خاک جس پر سوار ہو کر انہوں نے آپ ﷺ ساتھ جہاد کیا۔ حضرت معاویہؓ میں ہر قسم کے کمالات جمع تھے اور یہ اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے ان کی پاکیزہ سیرت اور اسلامی شوکت کی حفاظت، سرحدات کی مدافعت، لشکر کی اصلاح، دشمن پر غلبہ اور ملکی نظم و نسق، سیاست اور دیگر صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں بہت بڑے بڑے کام سپرد کئے اور صحیح حدیث میں ان کی نقاہت اور ام حرامؓ کی حدیث میں ان کی خلافت کی شہادت دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت معاویہؓ کی قیادت اور حسن سیادت کی بدولت اسلام ایک عالمگیر قوت و طاقت بن گیا اور اسلامی فوجوں نے بحر و بر میں اسلام کے جھنڈے لہرائے۔ تاریخ اسلام میں بحری بیڑوں اور بحری لڑائیوں کا آغاز اور اس طول اسلامی کی تاسیس سیدنا معاویہؓ کے ہاتھوں سے ہوئی۔

ابو بکر الاثرم اور ابن طبریؒ نے متعدد طرق سے حضرت قتادہؓ کا قول نقل کیا ہے:

"لو اصبحتم فی مثل عمل معاویة لقال اكثركم هذا المهدی"۔

اسی حضرت مجاہدؒ نے فرمایا:

"لو ادركتم معاویة لقلتم هذا المهدی"۔[7]

اگر آپ لوگ سیدنا معاویہؓ کو پاتے تو ضرور کہتے کہ یہ تو مہدی ہیں۔

ابو بکر الاثرم نے فرمایا: ایک مجلس میں عمر بن عبد العزیزؒ کا ذکر ہوا تو اعمشؒ نے فرمایا:

"فكيف لو ادركتم معاویة قالوفی حلمه ؟ قال لا والله بل فی عدله"۔

اگر آپ لوگ ان کو (سیدنا معاویہؓ کو) پاتے تو پوچھا گیا حلم میں؟ کہا گیا نہیں بلکہ عدل وانصاف میں (عدل وانصاف بھرپور نظر آتے)۔

"ما رواه كنز العمال بقوله: يبعث الله تعالىٰ معاوية يوم القيامة وعليه رداء من نور الايمان"۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سیدنا معاویہؓ اٹھائیں جائیں گے کہ ان پر نور ایمان کی چادر ہو گی (جس میں وہ لپٹے ہوئے ہوں گے)۔

آپؓ کی طاقت اور عزم وہمت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

"ان معاويةؓ لا يصارع احدا الا صرحه معاويةؓ"[8]

معاویہؓ سے جو بھی نبرد آزما ہو گا معاویہؓ اسے بچھاڑ دے گا۔

قرآن کریم میں صراحتاً ارشاد ہے:

"ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ"۔[9]

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے غزوہ حنین میں شرکت فرمائی اور جن لوگوں نے غزوہ حنین میں شرکت کی ان کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے۔ پھر خدا نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی (اور تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان سے) اُتارے اور کافروں کو عذاب دیا۔ اور کفر کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

"و معاويةؓ من الذين شهدوا غزوة حنين و كان من المؤمنين الذين أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عليهم مع النبی۔"[10]

اور سیدنا معاویہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے غزوہ حنین میں شرکت فرمائی اور ان مومنوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینہ اتاری اور ان کی مدد کے لئے فرشتوں کے لشکروں کو نازل فرمایا۔

امام رازیؒ نے لکھا ہے: کہ غزوہ حنین میں فرشتوں کا نزول صرف اس لئے ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں کے دلوں کو مطمئن کریں۔

"هل يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ۔[11]

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے وہ) برابر نہیں۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا۔ اور خدا نے سب سے (ثواب) نیکی (کا) وعدہ تو کیا ہے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان سے واقف ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اچھے انجام کا وعدہ فرمایا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں جو ان سے مقدم ہوں یا مؤخر اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

"و معاويةؓ ممن وعدهم الحسنىٰ فانه انفق فی حنين والطائف و قاتل فيهما" ۔

سیدنا معاویہؓ صحابی رسول تھے۔ اور آپ نے الحدید کی آیت کے مطابق غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں شرکت بھی فرمائی ،مال بھی خرچ کیا اور دشمنوں سے قتال بھی کیا لہٰذا وہ کلا وعد اللہ الحسنیٰ کے مصداق ہوئے۔

"عن عبد الرحمٰن بن عميرة عن عبد الملک بن عمیرؓ المزنی قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لمعاوية: اللهم اجعله هاديا مهديا"۔

اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مھدی بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔

"دعاء الرسول لمعاوية و من ذٰلک قوله ۔ اللهم اجعله هاديا مهديا (مهتديا فى نفسه) (اى للناس اودالا على الخير) اهديه"۔ [12]

حدیث حسن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے لئے دعا مانگی کہ یا اللہ ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔

پس صادق اور مصدق کی اس دعا پر فخر کرو اور اس بات کو بھی سمجھو کہ آنحضرت ﷺ کی وہ دعائیں جو اپنی امت خصوصاً اپنے صحابہؓ کے لئے مانگی ہیں مقبول ہیں:

"اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقعه العذاب"۔ [13]

اے اللہ معاویہ حساب و کتاب کا علم سکھا اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔

حضرت عبد الملک بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"یا معاوية ! ان ملكت فاحسن"۔ [14]

اے معاویہ جب تمہیں اقتدار نصیب ہو تو لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔

حضرت وحشیؓ بن حرب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے سیدنا معاویہؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔

پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: **"فقال یا معاوية ! ما يلينى منک"** ۔ اے معاویہؓ آپ کے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم سے متصل ہے۔ (ملا ہوا ہے) آپؓ نے فرمایا پیٹ۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ! اے اللہ اس کو علم سے، حلم سے بھر دے۔[15]

مروان بن حبان حضرت یونس بن میسرہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ سے ایک پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق رائے طلب فرمائی۔ دونوں حضرات نے فرمایا: کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس مشکل کے حل کا مجھے کوئی طریقہ بتلادو (پھر کچھ توقف فرمایا) پھر فرمایا! **ثم قال ادعو معاوية** : معاویہ کو بلاؤ۔ جب وہ آگئے تو فرمایا:

اپنا معاملہ ان کے سامنے پیش کردو اور اس مسئلہ میں آپؓ کو اپنے پاس رکھو۔ بے شک آپؓ قوی اور امین ہیں۔[16]

"وقال النبی ﷺ : احلم امتى معاوية" [17]

میری امت میں سب سے زیادہ حلیم (بردبار) سیدنا معاویہؓ ہیں۔

تاریخ وحدیث کی کتابوں میں کچھ روایات ایسے بھی ملتی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا معاویہؓ کی

خلافت کے بارے میں کچھ بشارات بھی دی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ سیدنا معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کو وضو کروا رہے تھے۔ سیدنا معاویہؓ خود فرماتے ہیں کہ وضو فرماتے ہوئے سرورِ کائنات ﷺ نے ایک یا دو مرتبہ میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا:

"یامعاویہؓ!ان ولیت امرا فاتق اللہ واعدل"[18]

"اے معاویہؓ! اگر تجھے امور مملکت وخلافت سونپے جائیں تو اللہ سے ڈرنا اور عدل وانصاف سے کام لینا"۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سیدنا معاویہؓ سے جو بھی نبرد آزما ہو گا معاویہؓ اسے بچھاڑ دے گا:

"یبعث اللہ تعالی معاویۃ یوم القیا مۃ وعلیہ رداء من الایمان"۔[19]

"قیامت کے دن اللہ تعالی معاویہؓ کو اس حالت میں اس حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کے اوپر ایمان کے نور کی ایک چادر ہو گی"۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا!

"یا محمد ﷺ اقرأ معاویۃ السلام واستوحبہ خیرا فانہ امین اللہ علی کتابہ ووحیہ ونعم الامین"۔[20]

اے محمد ﷺ معاویہؓ کو سلام کہیے اور ان کو نیکی کی تلقین فرمائیں کیونکہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کی وحی کے امین ہیں اور بہترین امین ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] جلال الدین، سیوطیؒ، تاریخ الخلفا، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۹۵۲ء، ص ۲۳

[2] ابن کثیرؒ، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج ۸، ص ۱۰۶

[3] ابن حزم، جوامع السیرۃ، المکتبۃ الاثریۃ، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۲۷

[4] ابن کثیرؒ ابن کثیرؒ، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج ۸، ص ۸۸

[5] محمد بن اسماعیل بخاریؒ، جامع صحیح بخاری، کراچی، ایچ ایم سعید کتب خانہ، باب غزوۃ البحر، ج ۲، ص ۲۳۷

[6] امام ابن عساکرؒ، تاریخ مدینہ دمشق، بیروت، دار المعارف، ۲۰۰۳ء، ج ۵۹ ص ۲۱۵

[7] مولانا عبد الحقؒ، مسئلہ خلافت و شہادت، اکوڑہ خٹک، دار المحققین، ۱۹۶۸ء، ص 84

[8] امام ابن عساکرؒ، تاریخ مدینہ دمشق، بیروت، دار المعارف، ۲۰۰۳ء، ج ۵۹، ص ۹۲

[9] القرآن: التوبہ ۲۶۔

[10] حافظ اطہر محمود، سیرت معاویہؓ، لاہور، دار الکتب، ۲۰۰۴ء، ص ۷۲، ۷۳۔

[11] القرآن: الحدید: ۱۰

[12] ابو عیسی ترمذی، سنن ترمذی، کراچی قدیمی کتب خانہ، فضائل صحابہؓ

[13] بخاریؒ، محمد بن اسمٰعیل، التاریخ الکبیر، بیروت، دار الجلیل، ۲۰۰۷ء، ج ۴ ص ۳۲۷

[14] ابن کثیرؒ، حافظ، البدایہ والنہایۃ، بیروت، دار الفکر، ۲۰۰۳ء، ج ۸ ص ۱۲۳

[15] امام ذہبیؒ، تاریخ اسلام، بیروت، دار المعارف، ۲۰۰۰ء، ج ۲، ص ۳۱۹

[16] ابن کثیرؒ، حافظ، البدایہ والنہایۃ، بیروت، دار الفکر، ۲۰۰۳ء، ج ۸، ص ۱۲۲

[17] عسقلانیؒ، ابن حجر، فتح الباری، ریاض، دار السلام، ۲۰۰۶ء، ج ۱۳، ص ۵۳

[18] ابن کثیرؒ، حافظ، البدایہ والنہایۃ، بیروت، دار الفکر، ۲۰۰۳ء، ج ۸، ص ۱۲۳

[19] امام ابن عساکرؒ، تاریخ مدینہ دمشق، بیروت، دار المعارف، ۲۰۰۳ء، ج ۵۹، ص ۱۳۵

[20] امام احمد بن حنبلؒ، مسند احمد، بیروت، دار الجلیل، ۱۹۸۷ء، ج ۱، ص ۲۹۱